اللہ کے حبیب

محمد ﷺ کا دفاع

تالیف:

خالد بن محمد الشہری

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| لذكرك رسولَ الله خبَّت مطيتي |  | مسافةَ أرباعٍ تروحُ وتغتذي |

ترجمہ: اے اللہ کے رسول آپ کی یاد کی شدت میں میری سواری میلوں کا سفر طے کرکے آپ تک آئی ہے۔

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| أحبكم أي وربي |  | حبا سما في فؤادي |
| أعيش به في حياتي |  | وينفعني يوم التنادي |

ترجمہ: قسم اللہ کی،میں آپ سے ایسی محبت کرتا ہوں جو میرے دل میں جاگزیں ہے، اسی محبت کے سہارے میں جی رہا ہوں اور یہی بروز قیامت مجھے فائدہ بھی دےگی۔

# اللہ کے حبیب ﷺ کا دفاع:

اے اللہ !

حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب کا نور ہے۔

حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب کا تھامنے والا ہے۔

حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان و زمین کا اور جو کچھ اس میں ہے سب کا رب ہے۔

حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو سچ ہے، تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا قول سچا ہے، تیری ملاقات سچی ہے، جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے، سارے انبیاء سچے ہیں اور محمد ﷺ سچےہیں۔

اور درود وسلام نازل ہو محمد بن عبد اللہ ﷺ پر جو رحمت للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔جن کے قدم روئے زمین پر پڑنے والے قدموں میں سب سے بہتر تھےاور جن کے ہم مثل کسی شخص پر آسمانِ جہاں سایہ فگن نہیں ہوا۔

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| أعذني ربَّ من حصرٍ وعيٍّ |  | ومن نفس أعالجها علاجا |

ترجمہ: اے میرے رب میں بخالت،عاجز کلامی اور ایسے مذموم نفس سےتیری پناہ چاہتا ہوں جس کی اصلاح کے لئے میں ہمہ دم کوشاں رہتا ہوں۔

# ابتدا سے پہلے:

 اب آئیے اللہ کے حبیب ﷺ کی زبانی آپ کےزمانہ طفولت کی داستان کو سنتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

 دو لوگ آئے جنہوں نے سفید لباس زیب تن کیا تھا۔پس مجھے لِٹایا ،میرے پیٹ کو چاک کیا اور پتہ نہیں میرے پیٹ میں وہ لوگ کس چیز کو تلاش کرنے لگے۔

نیز آپ کی والدہ نے بھی ہمیں آ پ کے متعلق خبر دی ہے،چنانچہ فرماتی ہیں: میرے لخت جگر کی ایک الگ ہی شان ہے، کیا میں تمہیں اس کے بارے میں نہ بتلاوں؟ (فرماتی ہیں)جب آپﷺ میرے رحم میں آئے تو میں نے اپنے اندر سے ایسے نور کو نکلتے ہوئے دیکھا جس نے تاحد نگاہ ملک شام کے محلات روشن کردئے۔

نیز میں نےآپﷺ کے حمل سے خفیف اور آسان وآرام دہ حمل کسی کا نہیں دیکھا۔

 شائدآپ نے اللہ کے اس حبیب کو پہچان لیا ہوگا!

 جی جی یہ وہی ہیں، یہ اللہ کے حبیب ﷺ ہی ہیں ۔میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں،بھلا وہ کون ہوگا جو آپ کو نہیں پہچانے گا۔ آپ کے کل پانچ مبارک نام ہیں جن سے اللہ رب العالمین نے آپ کو موسوم کیا ہے(اور متعدد اسماء کا ہونا صاحب اسم کی عظمت پر دلیل ہوتا ہے):

 وہ نام یہ ہیں: محمد،احمد،المقفی،العاقب اور الحاشر۔

آپ کے دادا عبد المطلب فرماتے ہیں:

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| وشق له من اسمه ليجله |  | فذو العرش محمود وهذا محمد |

ترجمہ: بطور تعظیم اللہ نے آپ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے،لہذا عرش والا محمود اور آپ محمد ہیں۔

 آپﷺ پر میرے والدین قربان ہوں،آپ کے بہت سارے صفات ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں: آپ نبی رحمت ہیں،آپ نبی ملحمہ( جنگ وحرب والے نبی) ہیں، آپ نبی توبہ ہیں۔

**زمانہ طفولت میں نبوی عظمت کے مظاہر:**

نبی اکرمﷺ کے زمانہ طفولت میں آپ کی عظمت کے کئی ایسے واضح مظاہر موجود ہیں جو اس بات پر دال ہیں کہ کس طرح اللہ رب العالمین نے آپﷺ کی حفاظت کی ہے۔ اس لئے کہ اللہ کو آپ کو سارے جہان کے لئے نذیر بنانا تھا ،آپ پر نبوت ورسالت کے سلسلہ کو ختم کرنا تھا اور آپ ﷺ کو سات آسمانوں پر بلاناتھا تاکہ آپ سدرۃ المنتہی تشریف لاسکیں جہاں آپﷺ کے علاوہ کوئی اورنہیں پہنچ سکتا۔

 میرے ماں باپ آپﷺ پر قربان ہوں،زمانہ طفولت میں آپ کی عظمت وفضیلت کے چند مظاہر درج ذیل ہیں:

1۔ آپﷺ کی پیدائش نکاح شرعی کی بدولت ہوئی تھی ،نہ کہ زنا وبدکاری کی بدولت۔ یقینا یہ اللہ رب العالمین کی جانب سے آپ کی عزت کی خاص حفاظت تھی۔

2۔ آپﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ حالت حمل میں وہ کمزوری نہیں محسوس کرتی تھیں جو عام حمل میں محسوس ہوتی ہے۔

3۔آپﷺ کی والدہ نے جب آ پ کو جنا تو انہوں نے ایک نور کو اپنے اندر سے نکلتے ہوئے دیکھا جس نے ملک شام کے محلات روشن کردئے تھے۔

4۔اس ہانڈی کا ٹوٹ جانا جو، قریش کی عورتوں کی عادت کے مطابق ،نبی اکرمﷺ کی ولادت کے بعد آپ کے اوپر رکھی گئی تھی۔چنانچہ صبح وہ دو حصوں میں ٹوٹی ہوئی پائی گئی اور آپﷺ نے اس کے نیچے رات نہیں گزاری۔

5۔ایوان کسری کا لرز اٹھنا اور اس کے چودہ بالا خانوں کا گرپڑنا۔

6۔فارس کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھ سکی تھی،اس کا بجھ جانا۔

7۔جس گھر میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی اس کا پُرنور ہوجانا۔ اور ستاروں کا نبی اکرمﷺ کے اتنا قریب نظر آنا گویا کہ اب وہ آپ پر گر پڑیں گے۔

 یہ اور اس جیسی دوسری نشانیاں وعلامات جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئی تھیں،آپ کی علومرتبت اور مستقبلِ عالم میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کا پتہ دے رہی ہیں۔

# ایام شباب میں نبوی عظمت کے مظاہر:

 آپ ﷺکی زندگی کے مختلف مراحل،یعنی آپ کے بچپن اور جوانی میں ایسی علامات ونشانیاں ہیں جو اللہ کی جانب سے آپﷺ کی عزت وتکریم اور ہر شر سے آپ کی حفاظت پر دلیل ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

1۔کم سنی میں آپﷺ کے ذریعہ بارش کی دعا کروانا۔آپکے چچا ابو طالب نے آپ سے بارش کی دعا کروائی جبکہ آپ ابھی کم سن لڑکے تھے۔

اسی موقع پر انہوں نے یہ شعر کہا تھا :

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| وأبيض يستسقى الغمام بوجهه |  | ثمال اليتامى عصمة للأرامل |

ترجمہ: ایسا پُر نور چہرہ کہ لوگ اس کے وسیلے سے بارش کی دعائیں کرتے ہیں ،آپ یتیموں کے حامی اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔

2۔ آپﷺ کا ستر کبھی منکشف نہیں ہوا۔اس تعلق سے ایک عجیب وغریب قصہ مروی ہے کہ جب قریش کعبہ کی تعمیر کررہے تھے تو وہ اپنے ازار کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر باندھ لیتے تھے تاکہ پتھر سے ہونے والی تکلیف سے بچ سکے۔ نبی اکرمﷺ بھی پتھر اپنے کاندھے پر ڈھو رہے تھے لیکن آپ کے کاندھے پر (پتھر کی تکلیف سے بچنے کے لئے) کوئی چیز نہیں تھی۔چنانچہ جب آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا کہ آپ بھی اپنے ازار کو اپنے کاندھے پر رکھ لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔لیکن جب آپﷺ نے اپنا ازار اٹھایا تو آپ گڑپڑے اور غیب سے کسی پکارنے والے کو پکارتے سنا ،وہ آپ کو اپنا ستر ڈھانکے رکھنے کا حکم دے رہا تھا۔لہذا آپ نے اپنا ستر ڈھانک لیا اور اس کے بعد کبھی منکشف ہونے نہیں دیا۔

3۔بحیرہ راہب کا مشہور ومعروف قصہ کہ وہ کبھی اپنے گرجا سے نیچے نہیں اترا سوائے اس وقت جب اُس قافلہ کا گزر وہاں سے ہوا جس میں نبی اکرم ﷺ بھی موجود تھے۔

4۔ حجر اسود کو نصب کرنے کے وقت ،سرداران قریش میں جب اختلاف ہوگیا تھا اس موقع پر آپﷺ کا فیصلہ کرنا۔چنانچہ جب ان لوگوں نے آپﷺ کو (سب سے پہلے ) وہاں آتے ہوئے دیکھا تو کہا ’’یہ تو محمد امین ہیں، ہم ان کو اپنا فیصل ماننے پر راضی ہیں‘‘

 چنانچہ یہ تمام تر واقعات اس بات پر دلیل ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی، آپﷺ کو منصب نبوت ورسالت کے لئے تیار کررہا تھا کیوں کہ یہ تمام بزرگیاں آپ سے قبل کسی شخص میں بیک وقت جمع نہیں ہوئی تھیں۔

# صداقت وامانت:

صداقت وامانت آپﷺ کی اہم ترین صفات میں سے ہیں۔اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

1۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے ساتھ آپﷺ کا واقعہ اور انکے مال سے تجارت کرنے میں آپ کی امانت داری۔

2۔آپﷺ کو زمانہ جاہلیت میں امین کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔

3۔آپ کے دشمنوں کا آپ کی سچائی کی گواہی دینا۔جیسا کہ ولید بن مغیرہ ،حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور نضر بن حارث وغیرہ سرداران قریش ،نبی اکرمﷺ سے سخت دشمنی کے باوجود، جھوٹ کے علاوہ ہر تہمت سے آپ کو متہم کیا کرتے تھے۔چنانچہ وہ کبھی آپ کو جادوگر ،کبھی نجومی اور کبھی شاعر وغیرہ قرار دیا کرتے تھے لیکن ان میں سے کسی نے بھی کبھی بھی آپ کو جھوٹا نہیں کہا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے : {ﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗﯘ ﯙ ﯚ ﯛ ﯜ ﯝ ﯞ ﯟ ﯠ ﯡ} [سورة الأنعام:33].

ترجمہ: ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں، سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

4۔اپنی تمام تر دشمنی کے باوجود وہ لوگ آپ ﷺ کی امانت داری پر مکمل اعتماد کرتے تھے ،بلکہ اپنی امانتیں بھی آپ کےپاس رکھا کرتے تھے۔یقینا یہ بہت عجیب بات ہے کیوں کہ وہ دن میں آپﷺ سے قتال بھی کیا کرتے تھے اور رات میں اپنا مال آپ کے پاس بطور امانت بھی رکھا کرتے تھے۔ یقینا اپنی سخت دشمنی کے باوجودیہ سب کچھ صرف نبی اکرمﷺ کی امانت داری پر مکمل اعتماد کرنے کی وجہ سے تھا۔

 کیا آپ نے کسی کو اپنا مال بطور امانت اپنے سب سے بڑے دشمن کے پاس رکھتے ہوئے دیکھا ہے؟ اللہ کی قسم! یقینا یہ آپﷺ کی نبوت (کے برحق ہونے )کی سب سے بڑی علامت ہے اور اسے صرف علم والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

#

# رسول اللہﷺ کے معجزات:

 معجزہ سے مراد وہ چیز ہے جس کو نبی اپنے دعوی کی تصدیق کے لئے پیش کرتا ہے اور بنی نوع انسان اس چیز کو انجام دینے یا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ نیز معجزہ ہی کو آیت(نشانی) کہتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی نبی بغیر معجزوں کے نہیں ہوتا۔

 چنانچہ اللہ کے حبیب محمد ﷺ کے معجزوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اور بعض علماء کے اعداد وشمار کے مطابق ان کی تعداد ہزار یا اس سے بھی زیادہ کو پہنچتی ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

1۔آپﷺ کا سب سے عظیم ترین معجزہ قرآن کریم ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: {ﭜ ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ ﭡ ﭢ ﭣ ﭤ ﭥ ﭦ ﭧ ﭨ ﭩ ﭪ ﭫ ﭬ ﭭ ﭮ ﭯ} [سورة الإسراء:88].

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لاناناممکن ہے گو وه (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں.

2۔ چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا۔ فرمان باری ہے : {ﮬ ﮭ ﮮ ﮯ ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ ﯘ ﯙ} [سورة القمر:1-2].

ترجمہ: قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔یہ اگر کوئی معجزه دیکھتے ہیں تو منھ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے۔

 چاند کا دو ٹکڑے میں بٹ جانا نبی اکرمﷺ کی زندگی میں ہوا تھا اور قریش اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی اسے دیکھا تھا۔

3۔ اسراء ومعراج اور جو عجیب وغریب چیزیں اس دوران وقوع پذیر ہوئیں۔نیز پنج وقتہ نمازوں کی فرضیت۔ اور اسراء ومعراج کا قصہ تو بہت مشہورو معروف ہے۔

 اگر ہم آپﷺ کے تمام معجزوں کو بیان کرنے کی کوشش کریں تو نہ ہمیں یہ وقت کافی ہوگا اور نہ ہی یہ اوراق ان کا احاطہ کرسکیں گے۔لہذا ہم فقط بعض عجائب کے ذکر پر ہی اکتفا کریں گے جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں اور اس مختصر تذکرے سے ہم بہت سارے اور بڑےتفصیلی امور پر استدلال کریں گے۔(کیوں کہ مثل مشہور ہے، بجزمکمل ہار کے) آپ کے لئے ہار کا وہ حصہ ہی کافی ہے جو گردن کے اطراف پر موجود ہے ۔

**لہذا نبی ﷺ سے ثابت بعض معجزات مندر جہ ذیل ہیں:**

**1۔ آپﷺ مستجاب الدعوات تھے:**

(أ) جب آپﷺ نے اہل مکہ پر قحط کی بد دعا کی تو ان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ انہیں مارے بھوک کے آسمان میں دھواں دھواں دکھائی دینے لگا تھا۔اس بات کا ذکر قرآن کریم کے اس فرمان الہی میں بایں طور مذکور ہے: {ﮓ ﮔ ﮕ ﮖ ﮗ ﮘ ﮙ ﮚ ﮛﮜ ﮝ ﮞ ﮟ ﮠ} [سورة الدخان:10-11].

ترجمہ: آپ اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا.جو لوگوں کو گھیر لے گا۔یہ دردناک عذاب ہے۔

(ب)امام نسائی رحمہ اللہ نے ام قیس رضی اللہ عنھا سے روایت نقل کی ہے ،وہ کہتی ہیں : میرا بیٹا فوت ہو گیا ۔ مجھے اس پر سخت صدمہ ہوا ۔ میں نے غسل دینے والے سے کہا : میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا کہ تو اسے مار دے ۔ ( میرا بھائی ) حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور میری یہ بات آپ کو بتائی ، آپ مسکرائے اور فرمایا :’’ کیا کہا اس نے ؟ اس کی عمر لمبی ہو ۔‘‘ ہم کوئی اور عورت ایسی نہیں جانتے جسے اس جیسی عمر دی گئی ہو ۔

(ج)حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی اکرمﷺ کا مال واولاد کی کثرت کی دعا کرنے کا واقعہ بہت مشہور ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں انہی سے مروی ہے، کہتے ہیں: آج میری اولاد،اور اولاد کی اولاد کی گنتی سو کے لگ بھگ ہے۔(اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)

(د) امام بخاری نے عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے ، وہ کہتے ہیں کہ بچپن میں ان کی والدہ انہیں نبی اکرمﷺ کے پاس لے کر گئیں اور کہا: اے اللہ کے رسولﷺ! اس سے بیعت لے لیجئے۔آپﷺ نے فرمایا یہ تو ابھی بچہ ہے۔پھر آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا کی۔

 لہذا وہ اپنی تجارت میں بہت برکتوںوالے تھے،یہاں تک کہ ابن عمر اور اور ابن زبیر رضی اللہ عنھما ان سے کہا کرتے تھے کہ آپ ہمیں اپنی تجارت میں شریک کرلیجئے کیوں کہ نبیﷺ نے آپ کے حق میں دعا کی ہے۔چنانچہ وہ انہیں شریک کرلیا کرتے تھے۔

(ھ) جب عتیبہ بن ابو لہب نے آپﷺ کی بیٹی کو طلاق دےدیا ، آپ کے ساتھ زیادتی کی اور آپ کی قمیص پھاڑ ڈالی تو نبی اکرمﷺ نے اس پر بد دعا کی اور فرمایا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ پر اپنے کتے کو مسلط کردے۔

 چنانچہ عتیبہ ایک بار قریش کے کچھ لوگوں کے ہمراہ سفر میں گیا۔جب انہوں نے ملک شام کے مقام زرقاء میں پڑاؤ ڈالا تو رات کے وقت شیر نے ان کا چکر لگایا۔ عتیبہ نے دیکھتے ہی کہا: ہائے میری تباہی! یہ خدا کی قسم مجھے کھا جائےگا۔ جیسا کہ محمّد ﷺنے مجھ پر بددعا کی ہے۔دیکھو میں شام میں ہوں،لیکن ابن ابی کبشہ(محمدﷺ) نے مکّے میں رہتے ہوئے مجھے مار ڈالا۔پس اس شیر نے اس پر حملہ کیا اور ایک ہی بار میں اسے چبا گیا۔نیز وہ شیر سوائے اس کے اور کسی کے قریب تک نہیں گیا۔کیسی عجیب بات ہے ناں!!

**2۔کھانے اور پینے کی اشیاء میں اضافہ کردینا:**

(ا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ قصہ کہ انہوں نے دسیوں لوگوں کو نبیﷺ کے عطا کردہ دودھ کے پیالے سے دودھ پلایا ۔(یہ قصہ صحیح بخاری میں موجود ہے)

(ب) متعدد غزوات میں صحابہ کے کھانوں میں اضافہ کردینا یہاں تک کہ ان کے لئے خوب فراوانی ہوگئی جبکہ وہ سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔

(ج) غزوہ خندق کے موقع پر جابر بن عبداللہ کا قصہ اوران کا ایک ہی برتن سے سینکڑوں صحابہ کو کھانا کھلانا۔(یہ قصہ مسند امام احمد بن حنبل میں موجود ہے)

(د)کئی دفعہ ایسی جگہوں پر جہاں پانی موجود نہیں تھا،نبی اکرمﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہوجانا۔(یہ قصہ صحیح بخاری ، صحیح مسلم اور مسند امام احمد میں موجود ہے)

3۔ جب آپﷺ صحراء میں (قضائے حاجت کے لئے )نکلے تھے اس وقت درخت کا آپﷺ کا مطیع ہوجانا،حتی کہ وہ آپ کے اور لوگوں کے درمیان مانند حجاب ہوگیا ۔چنانچہ قضائے حاجت کرتے ہوئے کوئی آپ کو نہیں دیکھ رہاتھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔

4۔ جب کھجور کے تنے نے خطبہ جمعہ میں نبی اکرمﷺ کو (اپنے اوپر سے ) گم پایا تو فرط محبت میں رونے لگا،یہاں تک کہ اہل مسجد نے کسی بچے کی طرح اس کے رونے کی آواز سنی کیوں کہ (ہر جمعہ)وہ نبی اکرمﷺ سے اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا۔(یہ قصہ صحیح بخاری میں موجود ہے)

5۔نبی اکرمﷺ کے ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا۔(اسے امام بزار نے اور امام طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے)

6۔کئی مقامات پر شجر وحجر کا آپﷺ کو سلام کرنا۔(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے)

7۔جانوروں اور حیوانوں کا آپﷺ سے گفتگو کرنا ،جیسا کہ دواوین سنت میں مروی ہے۔مثلا اونٹ اور قُبَّرہ نامی پرندے کا آپ سے گفتگو کرنا۔

8۔نبیﷺ کے لعاب سے مریضوں کو شفا ملنا۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔

9۔آپﷺ کا غیب کی باتیں بتانا اور ان کا مستقبل میں بعینہ واقع ہوجانا۔

10۔بھیڑیا کا آپﷺ کی نبوت کی گواہی دینا:

 چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا  اور اسے پکڑلیا۔ چرواہا بھاگا اور بکری چھڑالی۔ بھیڑیا اپنی دم کے بل بیٹھ گیا اور بولا: "تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ تم نے مجھ سے اللہ کا بھیجا ہوا رزق چھینا ہے۔ چرواہا حیرت سے بولا: "تعجب ہے بھیڑیا مجھ سے انسانوں کی طرح باتیں کرتا ہے۔" بھیڑیا بولا: "میں تمھیں اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز بات نہ بتاؤں۔ محمد ﷺ  لوگوں کو گئے زمانے کی باتیں بتاتے ہیں۔"  چرواہا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا مدینہ منورہ پہنچا۔  اس نے اپنی بکریاں ایک گوشے میں محفوظ کیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ پورا واقعہ آپﷺ کے گوش گزار کردیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے "الصلاۃ جامعۃ" کی ندا لگائی گئی ۔پھر آپ نے چرواہے سے فرمایا: "وہی واقعہ  ان کے سامنے بیان کرو۔" اس نے پورا واقعہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس نے بالکل سچ کہا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہیں کریں گے۔  اور انسان کے اپنے کوڑے کا پھندنا اور جوتے کا تسمہ اس سے باتیں کریں گے اور اس کی ران اسے بتائے گی کہ اس کے گھر والے اس کی عدم موجودگی میں کیا کچھ کرتے رہے۔

 ان سب کے بعد کیا ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان لوگوں کو حیرت وتعجب کی نگاہ سے دیکھیں جو اب بھی نبی اکرمﷺ کی نبوت ورسالت کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔

#

# شان نبوت کے خلاف تہمتیں اور شبہات

 فرمان باری تعالی ہے: إ{ﮁ ﮂ ﮃ ﮄ ﮅ ﮆ ﮇ ﮈ ﮉ ﮊ ﮋ ﮌ ﮍ ﮎ ﮏ} [سورة الأحزاب:57].

ترجمہ : و لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے۔

 کوئی نبی اور رسول اللہ نے ایسا نہیں بھیجا جس کا سامنا ایسے دشمنوں سے نہ ہوا ہو جنہوں نے اسے جھٹلایا نہ ہو اور لوگوں کو اس کی نبوت کے متعلق شک وشبہ میں مبتلا نہ کیا ہو۔ لہذا یہ تو اللہ کی سنت رہی ہے۔ فرمان باری ہے: {ﭩ ﭪ ﭫ ﭬ ﭭ ﭮ ﭯ ﭰ ﭱ ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷﭸ } [سورة الأنعام:112].

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں۔

 اور ہمارے نبیﷺ بھی کوئی انوکھے نبی نہیں تھے۔لہذا آپ کو بھی اپنے نبی بھائیوں کی طرح تکذیب، دشمنی،قتال،جلا وطنی،قید وبند اور استہزاء ومذاق وغیرہ سے جوجھنا پڑا۔لیکن اس کے باوجود یہ چیزیں آپﷺ کو نہ دعوت سے روک سکیں اور نہ آپ کی ہمت وعزیمت کو کمزور کرسکیں۔بلکہ آپ کسی بلند ٹیلے کی مانند ثابت قدم رہے اور صبر کرتے رہے۔لہذا اللہ کے راستے میں لگے رہنا آپ کے لئے آسان ہوگیا ۔ آخر کار اللہ کی مدد آگئی اور اللہ نے آپﷺ کے ذکر کو قیامت تک کے لئے رفعت بخشی۔

 نیز نبی اکرمﷺ پر جھوٹا ہونے کی تہمت لگائی گئی اورآپ کو خواہش پرست کہا گیا۔ان لوگوں نے آپ کو جادوگر ،نجومی،شاعر اور مجنون تک قرار دیا۔اسکے علاوہ آپﷺ پر جھگڑالو، متعصب اور دہشت گرد ہونے کا الزام بھی لگا۔لیکن یہ تمام الزامات اور تہمتیں فقط واہیات شبہات کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور آپﷺ کی شخصیت کو جانتے ہی ، آپ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہی اور آپ کی سنتوں کی معرفت حاصل کرتے ہی یہ تمام شبہات یک مشت باطل قرار پاجاتی ہیں۔

 ذیل کے سطور میں ہم آپﷺ کے متعلق ایک ایک شبہ کا ذکر کرکے ،دن کے اجالے میں سورج کی مانند بالکل عیاں دلیلوں سے ان کا بطلان ثابت کریں گے۔

پہلا شبہ : ان لوگوں کا آپﷺ کو کاذب کہنا۔

دور حاضر یا ماضی میں نبی اکرمﷺ کے متعلق سب سے کمزور شبہ اور سب سے بھوندا لزام اگر کوئی لگا سکتا ہے تو وہ یہی ہے۔کیوں کہ آپﷺ بچپن ہی سے لوگوں کے درمیان صداقت وامانت میں مشہور ومعروف تھے۔بلکہ یہ دونوں آپ کی امتیازی صفات واخلاق میں سے ہیں۔یہاں تک کہ دور جاہلیت میں آپﷺ کو آپ کی صداقت وامانت کی وجہ سے امین کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔اس کی دلیل نبیﷺ کی بعثت سےقبل ،کعبہ کی تعمیر نو اور حجر اسود کو نصب کرنے میں سرداران قریش کے اختلاف والے قصے میں موجود ہے۔ نوبت یہاں تک آ پہنچی تھی کہ حجر اسود کو اس کی جگہ نصب کرنے کے شرف کو حاصل کرنے کے لئے قبیلوں میں جنگ چھڑ جاتی۔جب یہ اختلاف شدید ہونے لگا اور ہر قبیلہ اس شرف کو حاصل کرنے پر بضد ہوگیا تو ان میں سے کسی عقل مند شخص نے اس اختلاف پر قابو پانے کے غرض سے کہا کہ کیوں نہ تم اس شخص کو اپنا فیصل تسلیم کرلو جو (آئندہ کل) سب سے پہلے باب صفا سے داخل ہو۔ چنانچہ جب (دوسرے دن) انہوں نے نبی اکرمﷺ کو سب سے پہلے باب صفا سے داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو یک زبان ہوکر کہنے لگے : دیکھو یہ تو محمد امین ہیں،ہم ان کو بطور فیصل تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ قصہ آپﷺ کی بعثت سے پہلے کا ہے اور اس میں آپﷺ کا ان کے درمیان صداقت وامانت کی بنیاد پر مشہور ومعروف ہونے کی سب سے بڑی دلیل موجود ہے۔

 اسی طرح آپﷺ کا ،قریش مکہ کے درمیان صداقت وامانت کی وجہ سے مشہور ہونے اور آپ کی باتوں کی سچائی میں عدم شک کی ایک دلیل حضرت ابو سفیان کے ہرقل سے گفت وشنید میں بھی موجود ہے۔جب ہرقل نے ان سے سوال کیا تھا کہ کیا نبوت کی بات کرنے سے پہلے بھی تم ان پر جھوٹ کا الزام لگاتے تھے؟ تو ابو سفیان نے نفی میں جواب دیا تھا۔اس پر ہرقل نے کسی حکمت کے تحت ،جو کم ہی لوگوں میں ہوتی ہے،اس جواب پر اپنے تبصرے کو موخر کردیا تھا۔پھر آخر میں اس نے ان سے کہا کہ میں نے تم سے سوال کیا تھا کہ کیا تم انہیں جھوٹا بھی قرار دیتے ہو؟ تو تم نے کہا تھا کہ نہیں،اسی وقت میں نے جان لیا تھا کہ جو لوگوں پر جھوٹ نہیں باندھتا وہ اللہ تبارک وتعالی پر جھوٹ کیسے باندھ سکتا ہے۔

 نیز آپﷺ سے صفت کذب کو رفع کرنے والی دلیلوں میں سے ایک دلیل حدیث رکانہ بن عبد یزید بھی ہے۔ وہ نبیﷺ سے سخت دشمنی رکھتا تھا اور آپ کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ایک دن اس نے نبیﷺ سے کہا : ائے بھتیجے مجھے تیرا (دعوی نبوت والا )معاملہ معلوم ہوا ہے اور (میں جانتا ہوں کہ) تو جھوٹا آدمی نہیں ہے۔لہذا اگر تونے مجھے پچھاڑ دیا تو میں جان جاوں گا کہ تو (اپنے دعوی میں بھی)سچا ہے۔ چنانچہ اپنی شدت عداوت اور بکثرت آپ کا مذاق اڑانے کے باوجود اس نے نبی اکرمﷺ کی صداقت کو آپ سے صفت کذب کی نفی کرکے ثابت کیا، جیسا کہ کتب سیر میں مروی ہے۔ اور امام ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو جہل نے نبی اکرمﷺ سے کہا: ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے ہیں بلکہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں ،ہم اس کو جھٹلاتے ہیں۔اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ (سورة الأنعام :33)

ترجمہ: سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

 قریش کے درمیان نبی اکرمﷺ کی صداقت مشہور ومعروف تھی۔یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرمﷺ نے ابو طالب کو اس صحیفہ کے بابت خبر سنائی جسے قریش نے لکھا تھا ،کہ اسے دیمک چاٹ چکا ہےاور اس میں سوائے’’ باسمک اللھم‘‘ کے ، کچھ نہیں بچا ۔تو ابو طالب کھڑے ہوئے اور قریش سے حجت کرنے لگے(کہ اس صحیفہ کو دیمک چاٹ چکا ہے )۔آخر کار جب ان لوگوں نے کعبہ کا دروازہ کھول کر اس صحیفہ کو نکالا تو اسے بالکل ویسا ہی پایا جیسا نبی اکرمﷺ نے اس کے متعلق خبردیا تھا۔ اس موقع پر ابو طالب نے انہیں سخت سست کہتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| وقد كان في أمر الصحيفة عبرة |  | متى ما يخبر غائب القوم يُعجب |
| محا الله منها كفرهم وعقوقهم |  | وما نقموا من ناطق الحق مُعرب |
| فأصبح ما قالوا من الأمر باطلا |  | ومن يختلق ما ليس بالحق يُكذب |

ترجمہ: قریش کی جانب سے لکھے گئے وثیقہ میں کتنی بڑی عبرت ہے، جسے سن کر وہ بھی حیرت میں آجائے جس نے اسے دیکھا نہ ہو

اللہ نے اس (وثیقہ) سے ان کے کفر وشرک ،ان کی نافرمانیاں اور بہت وضاحت کے ساتھ حق گو ئی کرنے والے سے انتقام لینے والی باتیں مٹادی۔

پس ان کی بیان کردہ تمام باتیں باطل ٹھہریں، کیوں کہ جھوٹ گھڑنے والے ہمیشہ جھٹلائے ہی جاتے ہیں۔

 نبی اکرمﷺ کی صداقت آپ کے چہرے سے ہی جھلکتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن سلام یہودی کے اسلام لانے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ جب انہوں نے نبیﷺ کو دیکھا اور ان کی نظر آپ کے چہر ہ مبارک پر پڑی تو وہ بے ساختہ کہہ اٹھے کہ جب میں نے آپﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تھا ، تب ہی میں جان گیا تھا کہ یہ کسی کذاب کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔(اسے امام ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے)

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| ولم لم تكن له آيايت مبينة |  | لكان وجهه ينبيك عن الخبر |

ترجمہ:

اگر آپ ﷺ کی صداقت کے واضح دلائل نہ بھی ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک ہی آپ کی گواہی کے لئے کافی ہوتا۔

# دوسرا شبہ: ان لوگوں کا آپﷺ کو ساحر،کاہن اور مجنون کہنا۔

 جب نبی اکرمﷺ پیغام حق لے کر آئے اور کفار قریش اسے رد کرنے اور باطل ثابت کرنے سے قاصر رہے تو انہوں نے آپﷺ کو ان جیسی صفات سے متصف کرنا شروع کردیا تاکہ آپ کے پاس کوئی بیٹھ نہ سکے اور آپ اس کے سامنے اسلام پیش کرکے اور اسے قرآن سنا کر اس کے دل ودماغ کو اپنا اسیر نہ بنا سکیں۔لہذاہٹ دھرم لوگوں نے عوام کو آپﷺ کے پاس بیٹھنےاور آپ کی باتیں سننے سے روکنے کے لئے اسی طرح کے شبہات پھیلانے شروع کئے۔بالخصوص ان ایام میں جب جزیرہ عرب کے گوشے گوشے سے لوگ (مکہ میں) جمع ہوا کرتے تھے۔

 (غور کریں)یہ عتبہ بن ربیعہ ہے جو قریش کی جانب سے آپﷺ کے پاس گفت وشنید کرنے کے لئے آتاہے تاکہ آپ اپنی دعوت سے بازآجائیں۔ آپﷺ سے کہتا ہے : بھتیجے! ہماری قوم میں تمہارا جو مرتبہ اور مقام ہے اور جو بلند پایہ نسب ہے،وہ تمہیں معلوم ہی ہے، اور اب تم اپنی قوم میں ایک بڑا معاملہ لے آئے ہو جسکی وجہ سے تم نے ان کی جماعت میں تفرقہ ڈال دیا، ان کی عقلوں کو حماقت سے دوچار قرار دیا، اورانکے معبودوں کو اور انکے دین داروں کی عیب چینی کی ہے۔اس کے بعد اس نے آپﷺ پر مال و دولت،سرداری اور وہ سب کچھ پیش کیا جس سے وہ آپﷺ کو دھوکہ میں ڈال سکتا تھا۔عتبہ یہ باتیں کہتا رہا اور رسول اللہ ﷺ سنتے رہے۔جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوگیا تو آپﷺ نے فرمایا : ابو ولید! تم فارغ ہو گئے ہو؟" اس نے کہا: "ہاں" آپ ﷺنے فرمایا: " اچھا اب میری بات سنو"! اس نے کہا: ٹھیک ہے سنوں گا۔

آپ ﷺنے فرمایا:

﴿ بسم اللّه الرحمن الرحيم،حم ،تَنزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴾(فصلت)

ترجمہ: حم۔ یہ رحمٰن و رحیم کی طرف سے نازل کی ہوئی ایسی کتاب ہے ۔۔۔۔۔۔

رسول اللہ ﷺآگے پڑھتے جا رہے تھے اور عتبہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے چپ چاپ سنتا جا رہا تھا۔ جب آپ ﷺآیت سجدہ پر پہنچے تو آپ ﷺنے سجدہ کیا پھر فرمایا: ’’ ابو ولید! تمہیں جو کچھ سننا تھا سن چکے اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔‘‘

عتبہ اٹھا اور سیدھا اپنے آدمیوں کے پاس آیا۔ اسے آتا دیکھ کر مشرکین نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: "اللہ کی قسم! ابو ولید تمہارے پاس وہ چہرہ لے کر نہیں آرہا جو چہرہ لے کر گیا تھا" پھر جب ابو ولید آکر بیٹھ گیا تو لوگوں نے پوچھا: " ابو ولید ! پیچھے کی کیا خبر ہے"؟ اس نے کہا: " پیچھے کی خبر یہ ہے کہ میں نے ایک ایسا کلام سنا ہے کہ ویسا کلام ،واللہ میں نے کبھی نہیں سنا۔قسم اللہ کی ! وہ نہ شعر ہے نہ جادو، نہ کہانت۔ قریش کے لوگو! میری بات مانو اور اس معاملے کو مجھ پر چھوڑ دو( میری رائے یہ ہے کہ) اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ کر الگ تھلگ بیٹھ رہو۔اللہ کی قسم! میں نے اس کا جو قول سنا ہے اس سے کوئی زبردست واقعہ رونما ہو کر رہے گا۔

 یہ ہے عتبہ بن ربیعہ جو شرفاء وسرداران قریش میں سے ہے۔ نبیﷺ کے پاس بیٹھنے اور قرآن سننے کے بعد یہ خود آپﷺ کے شاعر، کاہن اور ساحر ہونے کی نفی کررہا ہے۔

اور یہ قریش کا ایک اور سردارنضر بن حارث ہے جس نے حسد وجلن میں کفر کیا تھا۔ایک دن اس نے قریش سے کہا : قریش کے لوگو! اللہ کی قسم تم پر ایسی افتاد پڑی ہے کہ تم لوگ اب تک اسکاکوئی توڑ نہیں لا سکے۔محمد ﷺتم میں جوان تھے تو تمہارے سب سے پسندیدہ آدمی تھے۔سب سے سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ ایماندار تھے۔اب جبکہ ان کی کنپٹیوں پر سفید ی کھائی دینے کو ہے (یعنی ادھیڑ ہو چلے ہیں) اور وہ تمہارے پاس کچھ باتیں لےکر آئے ہیں تو تم کہتے ہو کہ وہ جادوگر ہیں! نہیں ،قسم اللہ کی! وہ جادو گر نہیں ہیں ۔ہم نے جادوگر دیکھے ہیں ،ان کی جھاڑ پھونک اور گرہ بندی بھی دیکھی ہے۔ اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ کاہن ہیں، نہیں ،واللہ!وہ کاہن بھی نہیں۔ہم نے کاہن بھی دیکھے ہیں، ان کی الٹی سیدھی حرکتیں بھی دیکھی ہیں اور ان کی فقرہ بندیاں بھی سنی ہیں۔تم لوگ کہتے ہو کہ وہ شاعر ہیں۔نہیں ،واللہ !وہ شاعر بھی نہیں، ہم نے شعر بھی دیکھا ہے اور اس کے سارے اصناف،ہجز،رجز وغیرہ بھی سنے ہیں۔تم لوگ کہتے ہو وہ پاگل ہیں۔ نہیں، واللہ!وہ پاگل بھی نہیں، ہم نے پاگل پن بھی دیکھا ہے، یہاں نہ اس طرح کی گھٹن ہے نہ ویسی بہکی بہکی باتیں ہیں اور نہ انکے جیسی فریب کارانہ گفتگو۔ قریش کے لوگو! سوچو! اللہ کی قسم تم پر زبردست افتاد آن پڑی ہے۔

 آپﷺ کے سب سے بڑے دشمنوں کی یہ دو شہادتیں ہیں جو ان (کفار) کے جھوٹ اور آپﷺ پر ان کی افترا پردازی کو ثابت کرتی ہیں۔

#

# تیسرا شبہ:۔ان لوگوں نے کہا : یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھا رکھے ہیں۔ بس وہی صبح وشام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں۔

 مشرکوں نے ہمارے نبیﷺ پر یہ تہمت بھی لگائی کہ آپﷺ نے ،قصے کہانیوں کو روایت کرنے والے راویوں سے ،گزرے ہوئے لوگوں کےقصے وافسانے جمع کر رکھے ہیں اور انہیں ہی آپ ان (کفار) کے سامنے پیش کرکے وحی الہی کا دعوی کرتے ہیں۔

 قرآن کریم نے ان جیسی شبہات کا خوب خوب رد کیا ہے ،جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپﷺ اُمی تھے۔نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا۔ اور نہ آپ نے کبھی مکہ سے باہر نکل کر ایسے ملکوں کا سفر کیا جہاں اُن قصے کہانیوں کی کثرت ہو ، جن کا حوالہ قریش دیتے ہیں۔نیز آپﷺ جو پیغام لے کر آئے ہیں وہ بہت واضح اور محکم (فیصلہ کن)ہے۔نہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہے اور نہ کسی اختلاف کی۔نیز وہ نہ تو کسی عجمی زبان میں ہے اور نہ اس میں کوئی کجی ہی ہے۔جبکہ اس کے برعکس جو قصے کہانیاں ان کے زمانے میں بیان کی جاتی تھیں، ان میں سے بعض بعض کی خود ہی تکذیب کردیتی تھیں۔

# چوتھا شبہ:۔نبیﷺ کو ہوس پرست قرار دینا۔یہ شبہ مستشرقین کے نئے نئے شبہات میں سے ہے۔

 (وہ کہتے ہیں آپﷺ ہوس پرست تھے کیونکہ )خود آپ نے گیارہ نکاح کیا جبکہ اپنی امت کو چار سے زائد بیویاں رکھنے سے منع کردیا۔

 اس کا جواب کچھ یوں ہے کہ جاننا چائیے آپﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور کنواری لڑکی سے کبھی نکاح نہیں کیا ۔نیز جب آپ بالکل بھری جوانی کے ایام سے گزر رہے تھے اس وقت بھی آپ نے سوائے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے،کسی اور خاتون سے شادی نہیں کی۔اس پر مستزاد یہ کہ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی جبکہ وہ ایک ادھیڑ عمر کی عورت تھیں۔لہذا اگر آپ ہوس پرست ہوتے تو صرف انہی پر کبھی اکتفا نہ کرتے جبکہ وہ ایک عمردراز خاتون تھیں۔نیز آپﷺ نے ان کے جیتے جی کوئی دوسرا نکاح بھی نہیں کیا۔رضی اللہ عنہا۔

 اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی آپﷺ نے جو نکاح کیا تھا وہ اپنے چہیتے ، محبوب ترین ،سب سے زیادہ وفا داراور آپ اور آپ کی دعوت کے حق میں سب سے زیادہ مخلص دوست(ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی عزت وتکریم کی خاطر کیا تھا۔

 اسی طرح حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا سے آپﷺ نے جو نکاح کیا تھا وہ بھی ان کے والد محترم،امت کے دوسرے افضل ترین انسان اور آپ کے دوسرے وزیر خاص (عمر رضی اللہ عنہ) کی عزت وتکریم میں کیا تھا۔بھلا اگر عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کی عزت وتکریم نہ کی جائے تو پھر کس کی کی جائے!۔اور جہاں تک ام حبیبہ ،ام سلمہ ،سودہ،میمونہ اور ام المساکین (زینب بنت خزیمہ) رضی اللہ عنہن سے نکاح کی بات ہے تو یہ سب بیوہ تھیں۔ ان سے نکاح آپ نے انہیں سہارا دینے کے لئے کیا تھا کیونکہ یہ سب اپنے شوہروں کو کھو چکی تھیں اور اللہ کے راستے میں انہیں بہت ستایا گیا اور مختلف طرح کی تکلیفوں اور آزمائشوں میں مبتلا کیا گیاتھا۔

 اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح تو خود اللہ رب العالمین نے نبی اکرمﷺ سے کروایا تھا جبکہ آپﷺ اس خوف سے ان سے نکاح نہیں کرنا چاہ رہے تھے کہ لوگ کہیں گے : محمدﷺ نے اپنے ہی بیٹے زید کی بیوی سے شادی کرلی جس کو اس نے اسلام(نبوت ملنے) سے پہلے گود لیا تھا!۔ چنانچہ اللہ نے جاہلی معاشرے میں چلے آرہے اس گود لینے کے رواج کو ختم کرنا چاہا ،جہاں گود لئے ہوئے بیٹے کو بعینہ وہ تمام حرمتیں وحقوق حاصل تھے جو ایک حقیقی بیٹے کو حاصل ہوتے ہیں۔ لہذا اس رواج کو ختم کرنے کا سب سے کار آمد حربہ یہ ہوا کہ اللہ رب العالمین نے خود اپنے نبیﷺ کو یہ حکم دےدیا کہ زمانہ جاہلیت میں جس زید کو انہوں نے گود لے کر بیٹا بنایا تھا ، ان کی بیوی سے ، ان کے طلاق دینے کے بعد،شادی کرلیں تاکہ عرب کو یہ سمجھ میں آجائے کہ کسی کو گود نہیں لیا جاسکتا۔

 اسی طرح صفیہ اور جویریہ رضی اللہ عنہما سے آپﷺ کا نکاح کرنا ان کے غم کے آنسووں کو پوچھنے، اور ان کے حزن وملال کو دور کرنے کے لئے تھا کیونکہ نبی اکرمﷺ کے درمیان اور ان دونوں کے شوہراور ان کے حواریوں کے درمیان ہوئی ایک جنگ میں ان دونوں کے شوہرقتل کردئے گئے تھے۔

 علاوہ ازیں،نبی اکرمﷺ کی ان شادیوں کا ایک فائدہ یہ بھی تھا عرب سسرالی رشتہ داری کا بڑا احترام کرتے تھے اور ان سے لڑنے جھگڑنے کو اپنے لئے شرم وعار کا باعث سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرمﷺ نے ام سلمہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تو حضرت خالد بن ولید مخزومی کے اندر مسلمانوں کے خلاف وہ شدت باقی نہ رہی جو شدت جنگ احد کے وقت تھی۔ اور نبی اکرمﷺ کے ، مشرکوں کے کمانڈر حضرت ابو سفیان کی دختر نیک اختر، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلینے کے بعد وہ(ابو سفیان) پھر کبھی کسی جنگ میں آپﷺ کا سامنا نہ کرسکے۔ اسی طرح آپﷺ کے حضرت جویریہ وصفیہ رضی اللہ عنہما سے شادی کرلینے کے بعد، ہم قبیلہ بنی مصطلق اور قبیلہ بنی نضیر کی جانب سے بھی کسی قسم کی اشتعال انگیزی یا دشمنی کا اظہارنہیں دیکھتے ہیں۔

 نیز آپﷺ کی ان شادیوں کا سب سے عظیم مقصد یہ تھا کہ آپ لوگوں کی تعلیم وتربیت پر مامور تھے ۔اور چونکہ مرد وخواتین کے درمیان عدم اختلاط ،دین کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے،اس لئے اس بات کی شدید حاجت محسوس کی گئی کہ مختلف عمر اور صلاحتوں والی کچھ ایسی خواتین ہوں (اور وہ امہات المومنین ہی ہوسکتی تھیں)جن کا تزکیہ اور تعلیم وتربیت خود نبی اکرمﷺ کے ہاتھوں انجام پائے۔ اور آپﷺ کے بعد یہ خواتین ،مسلمان عورتوں کی تعلیم وتربیت اور ان کے درمیان دعوت وتبلیغ کے لئے کافی ہوجائیں ۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرمﷺ کی گھریلو زندگی کے احوال وکوائب کو روایت کرنے میں ان امہات المومنین کو ایک الگ ہی فضیلت حاصل ہے۔

 آپ کا کیا خیال ہے ایک ایسے آدمی کے بارے میں جو اپنی جوانی کے ایام میں بقیہ عورتوں سے کنارہ کش ہوکر، خدیجہ وسودہ رضی اللہ عنہما جیسی عمر دراز خواتین پر اکتفا کرتا رہا ، یہاں تک عمر کے پچاسویں پڑاو تک پہنچ گیا۔بھلا کیا اچانک ایسے آدمی میں شہوت جوش مارنے لگےگی (کہ وہ ہوس پرست ہوجائےگا)اوراس تعداد میں شادیاں کرڈالےگا؟؟؟

قسم اللہ کی! ایسی بات کوئی عقل مند کو کُجا،بڑے سے بڑا متکبر اور فاسق وفاجر انسان بھی نہیں کرسکتا۔

#

# پانچواں شبہ: نبی ﷺ کو دہشت گرد اور خون ریز قرار دینا۔یہ نبیﷺ پرسب سے بڑاجھوٹ ہے۔

 **آپﷺ پر یہ الزام آج کے جدیددور میں مستشرقین نے لگایا ہے تاکہ وہ آپﷺ کی دعوت اور آپ کی صداقت کو مشکوک بناسکیں۔جبکہ نبی اکرمﷺ کی بردباری ،قدرت پالینے کے بعد بھی عفو درگزر اور مصیبتوں پر صبر کے متعلق پہلے ہی بہت کچھ ثابت ہے۔**

 **ہر بردباد اور متحمل مزاج انسان(چوٹ کھاکر) پھسلا ہے اور اس سے ہفوات کا صدور ہواہے لیکن نبی اکرمﷺ ،بکثرت ایذا رسانی اور جاہلوں کے ظلم وستم کے ،صبر وحلم میں مزید بڑھتے ہی گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺسے جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لیے کہاگیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو ۔ کیوں کہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آنحضرت ﷺنے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بد لہ نہیں لیا ۔ لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑ تا تو آپ اس سے ضرور بدلہ لیتے تھے۔ اور آپﷺ سب سے کم غصہ ہونے والے اور فورا مان جانے والے تھے۔**

 **اور آپﷺ کی نبوت کی سب سے بڑی دلیل جو اہل کتاب کی کتابوں میں بھی موجود ہے اور جس پر عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی وغیرہ نے ایمان بھی لایا تھا ، وہ یہ ہے کہ آپ کی بردباری و تحمل مزاجی ہمیشہ آپ کے غصہ پر غالب رہےگی۔**

**یہی وجہ ہے کہ نبی اکرمﷺ کو ،انتقام لے لینے سے ،عفو ودرگزر کردینا زیادہ محبوب تھا۔جیسا کہ ذیل کے واقعات میں درج ہے:**

**1۔ کسی غزوہ میں نبی اکرمﷺ ایک درخت کے نیچے بغیر پہرہ داروں کے قیلولہ فرمارہے تھے۔صحابہ کرام بھی ( پاس ہی میں) قیلولہ کررہے تھے۔اتنےمیں غورث بن حارث آیا اور چپکے سے آپﷺ کو قتل کرنے کے غرض سے آپ کے سر پر ننگی تلوار لئے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپﷺ نے فرمایا: اللہ۔(اتنا کہنا تھاکہ) غورث کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی جسے رسول اللہﷺ نے جھٹ اٹھا لیا اور فرمایا: اب تمہیں کون بچائے گا؟ غورث نے کہا : (میں تو یہی امید کرتا ہوں کہ)آپ عمدہ بدلہ لینے والے بنیں گے۔اس پر آپﷺ نے اسے معاف کردیا اور جانے دیا۔چنانچہ وہ اپنی قوم میں گیا تو کہا : میں روئے زمین میں بسنے والوں میں سب سے بہترین شخص کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ ( اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور صحیح بخاری میں یہ قصہ مختصرا مروی ہے)**

**2۔جب آپﷺ فتح مکہ کی صبح مسجد حرام میں داخل ہوئے اور قریش کے سرداروں کو سر جھکائے اپنے فاتحانہ فیصلہ کا منتظر پایا تو فرمایا: ائے قریش کے لوگو! تمہارا کیا گمان ہے کہ آج میں تمہارے ساتھ کیاکرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا: آپ تو قابل قدر بھائی اور بھتیجے ہیں۔(یہ سن کر) آپﷺ نے فرمایا: جاؤ تم سب آزاد ہو۔چنانچہ آپﷺ اور آپ کے صحابہ کے خلاف ان تمام جرائم کے انجام دینے باوجود جنہیں شمار تک نہیں کیا سکتا،آپ نے انہیں معاف کردیا ۔نہ آپ نے انکے ساتھ کسی قسم کا کوئی تشدد کیا ،نہ مارپیٹ کی اور نہ کسی کو قتل ہی کیا۔پس درود وسلام نازل ہوآپ ،آ پ کے اہل وعیال اور آپ کے صحابہ پر۔**

**3۔آپﷺ پر لبید بن اعصم نے جادو کیا۔لیکن آپﷺ نے کوئی مواخذہ نہیں کیا بلکہ اسے بھی معاف کردیا۔مواخذہ اور سزا دینا تو دور کی بات ہے،یہ تک ثابت نہیں کہ آپ نے اسے کسی قسم کی لعنت وملامت ہی کی ہو۔**

**4۔ تبوک سے مدینہ واپسی کے وقت راستے میں منافقوں نے آپﷺ کے قتل کی سازش رچی جس کا آپ کو علم بھی ہوگیا۔ان لوگو ں کے خلاف آپ سے شکایت بھی کی گئی لیکن اس کے باوجود آپ نے انہیں معاف کردیا اور فرمایا: کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ محمدﷺ اپنے ہی ساتھوں کو قتل کردیتا ہے۔**

**6۔کسی ایک غزوہ میں بھی آپﷺ نے کسی پر زیادتی نہیں یا کسی ایسی قوم سے جنگ نہیں کی کی جو امن چاہتے ہوں۔بلکہ آپ کے تمام غزوات وسرایا ان لوگوں کے ساتھ ہوئے جنہوں نے دشمنی کی ابتدا کی اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کی۔آپﷺ جب لوگوں کو امیر بنا کر بھیجتے تو انہیں یہ حکم دیا کرتے تھے کہ وہ کسی عورت،بچے،بوڑھے اور اپنے گرجا میں محو عبادت کسی راہب کو قتل نہ کریں۔نیز آپ آتشگی اور فصلوں کو تباہ کرنے سے بھی انہیں منع کیا کرتے تھے۔**

 **نبی اکرمﷺ نے زمانہ جاہلیت میں جنگ کی آگ بھڑکانے والے اغرض ومقاصد کو ہی بدل ڈالا تھا۔جہاں جنگ کا مقصد ڈکیتی،لوٹ مار،قتل وغارت گری،ظلم ،سرکشی،دشمنی ،انتقام لینا،قتل کرکے برتر ہونا،کمزور کو دبانا،عمارتوں کو تباہ وبرباد کرنا،خواتین کی عصمت اتارنا،کمزور اور بچوں پر بے رحمی کرنا،کھیتی اور نسل کو برباد کرنا اور جاہلی امور کی بنیاد پر روئے زمین پر فساد مچانا وغیرہ تھا،وہیں شریعت اسلامیہ میں جنگ ،بلند پایہ اغراض اور اعلی مقاصد کی حصولیابی میں سعی پیہم کا نام قرار پائی جس کی بنیاد پر ہر زمان ومکان میں ایک انسانی معاشرہ پروان چڑھتا ہے ۔نیز اسلام میں جنگ کا معنی انسانیت کو ظلم وجبرکے نظام سے آزاد کرانا ہوگیا۔**

 **لہذا معاشرہ ایسے نظام سے جس میں طاقتور کمزور کو کھاجاتا ہے،عدل وانصاف والے ایسے نظام کی جانب آگیا جس میں طاقتور بھی ایسا کمزور نظر آتا ہے کہ بآسانی اس سے حق وصول کیا جاسکے۔یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد جنگ وحرب ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد کرنا قرار پایا جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خود اپنے پاس سے حمایتی مقرر کر دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔ علاوہ ازیں جنگ کا مقصد اللہ کی زمین کو دھوکہ دہی،خیانت،گناہ اور دشمنی سے پاک کرنا ہوگیا ۔بلکہ (اسلام کی آمد کے بعد) جنگ امن وسلامتی، شفقت ورحمت اور مروت او حقوق ِانسانی کی حفاظت کا بہترین ذریعہ بنا۔**

 **کیا جس نے جنگ وحرب کو خالص شر سے مکمل بھلائی میں بدل دیا وہ دہشت گرد یا خون ریز ہوسکتا ہے؟**

 **آپ کا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو دوران جنگ، دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کرنے اور شفقت ورحمت سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے،کیا اسے دہشت گرد ، قاتل یا خون ریز قرار دینا جائز ہوسکتا ہے؟یا اللہ تو پاک ہے،یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔**

 **یاد رہے کہ جتنے بھی ممالک تلوار کی زور پر فتح کئے گئے تھے ان سب میں اسلام پھلا پھولا اور وہاں کے باشندے اسلام پر جم گئے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہاں اسلام کا پھیلنا اور اس کا استقلال پکڑجانا اس کی اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے تھا،نہ کہ فقط طاقت وتلوار کی بنیاد پر۔نیز یہ بھی یاد رہے کہ اکثر ممالک تو بغیر کسی جنگ وجدال کے ہی فتح ہوگئے تھے ،جیسا کہ تاریخ وسیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔**

 **نبی ﷺ پر یہ تہمتیں اور شبہات جنہیں دشمنان اسلام لگاتے آئے ہیں، کبھی بھی کسی متبع نبوت ورسالت یا متبع رسول کو کمزور نہ سکیں۔فرمان باری ہے:** {ﭑ ﭒ ﭓ ﭔ ﭕ ﭖ ﭗ ﭘ ﭙ ﭚ ﭛ ﭜ ﭝ ﭞ ﭟ ﭠ} [سورة التوبة:32].

**ترجمہ: وه چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منھ سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ انکاری ہے مگر اسی بات کا کہ اپنا نور پورا کرے گو کافر نا خوش رہیں۔**

 **بلکہ بسا اوقات یہ شبہات ،دین اسلام(کی ترویج واشاعت) کے لئے نیک فال ہی ثابت ہوئے ہیں کیونکہ آﷺکی نبوت کے روز اول سے ہی ان شبہات و اتہامات نے لوگوں کی توجہ آپ کی دعوت کی جانب مبذول کرانے میں بہت مضبوط کردار ادا کیا ہے۔لہذا جیسے جیسے یہ اتہامات بڑھتےگئے،آپﷺ اور آ پ کی نبوت ورسالت کے متعلق لوگوں کے استفسارات بھی بڑھتے چلے گئے۔جس نے انہیں نور نبوت سے سرشار کردیا اور وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونے لگے۔ اول وآخر ،ساری تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہیں۔**

 **لہذا ہم ان شبہات واتہامات کو ہوا دینے والو ں سے وہی کہیں گے جو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرمﷺ کا دفاع کرتے ہوئےکہا تھا۔ اور نبی ﷺ کے دفاع میں حضرت حسان کا کلام ،آج تک کے تما م لوگوں کے کلام سے افضل ہے ۔یہی وجہ ہے کہ کوئی ان کے گرد بھی نہین بھٹک سکتا ہے، چہ جائے کہ ان کا مقابلہ کرسکے۔ اور بھلا کرےگا بھی کیسے جبکہ روح القدس(حضرت جبریل) ان کے موید ہیں۔ حضرت حسان فرماتے ہیں:**

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| هجوت محمدا فأجبتُ عنه |  | عند الله في ذاك الجزاءُ |
| هجوت مباركا برا حنيفا |  | أمين الله شيمته الوفاء |
| أتهجوه ولستَ له بكفء؟ |  | فشركما لخيركما الفداء |
| فإني أبي ووالده وعرضي |  | لعرض محمد منكم وقاء |

ترجمہ: **تو نے محمد ﷺکی برائی کی تو میں نے اس کا جواب دیا ،اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا۔**

**تو نے محمد ﷺکی برائی کی جو نیک اور پرہیزگار ہیں،اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور وفاداری ان کی خصلت ہے۔**

**تو اس کی برائی بیان کررہا ہے جس کی تجھ سے کوئی برابری نہیں۔کہاں تو سراپا شر وبرائی اور کہاں وہ سراپا خیر وبھلائی! لہذا تو تو اس کے لئے فدیہ بھی نہیں بن سکتا۔**

**میرے باپ دادا اور میری آبرو محمد ﷺکی آبرو بچانے کے لئے قربان ہیں۔**

 **یہ تو اس نے کہا ہے جس نے آپﷺ پر ایمان لایا ہے جبکہ آپ کے دشمنوں کی جانب سے آپ کی مدح سرائی بھی کم نہیں ہے۔اور حق تو وہ ہے کہ دشمن جس کی گواہی دےدے۔ یہ ڈاکٹر مائکل ہارت ہیں جنہوں نے (سو عظیم ترین انسان) نامی کتاب لکھی ہے اور اس میں ہمارے نبی ﷺ کو سب سے پہلا مقام دیا ہے۔وہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مولف کا نبی اکرمﷺ کو ان اشخاص کی لسٹ میں سر فہرست رکھنا ،جو عالمی پیمانے پر زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنا بہت گہرا اثر رکھتے ہیں، ممکن ہے بعض قاریوں کو حیرت میں ڈال دے اور اس پر طرح طرح کے سوالات کھڑے ہوجائیں۔لیکن مولف کی نظر میں محمد ﷺ انسانی تاریخ میں وہ منفرد شخصیت ہیں جنہوں نے دینی ودنیوی ،ہر دو سطح پر اعلی کامیابی حاصل کی ہے۔**

 **نبی اکرم محمدﷺ نے دنیا کے عظیم ترین ادیان میں سے ایک عظیم دن کی تاسیس وترویج کی۔اور اس طرح آپﷺ کا شمار عظیم بین الاقوامی لیڈروں میں ہونے لگا۔یہی وجہ ہے کہ آپﷺ کی وفات کو تقریبا تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد ،آج بھی آپ (اس دنیا میں) اپنا بہت گہرا اور زبردست اثر رکھتے ہیں۔**

#

# نبی اکرمﷺ کے بلند پایہ اخلاق اور آپ کی اعلی صفات

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| وما مثلوا صفاتك للناس إلا |  | كما مثَّل النجوم المساءُ |

**ترجمہ: جس طرح پانی میں ستاروں کی تصویر کشی ادھوری رہ جاتی ہے، اسی طرح اہل مدح وثنا آپ کے بیان وصف سے عاجز رہ گئے۔**

 **نبی اکرمﷺ اپنی کمال خلقت اور پلند پایہ اخلاق میں ایسی امتیازی شان کے مالک تھے ،لفظ جسے بیان کرنے سے قاصر رہ گئے۔ چنانچہ یہ آپﷺ کے حسن اخلاق کی ہی تاثیر تھی کہ دل آپ کی تعظیم میں سرشار ہوگئے اور جس نے بھی آپ کے ساتھ کچھ عرصہ گزارا، آپ کی محبت اس کی رگ وپَےمیں کچھ اس طرح سما گئی کہ آپ ﷺکی خاطر وہ دنیا جہان کی مصیبتیں ہنس کر سہہ گئے۔**

 **علاوہ ازیں ،آپﷺ کی اعلی صفات میں سے بعض یہ بھی ہیں کہ آپ سب سے خوب صورت چہرے والے اور سب سے عمدہ اخلاق والے تھے،جیسا کہ براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ مزید فرمایا: آپﷺ کا چہرہ مبارک مثل چاند (روشن)تھا۔**

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| أغرُّ كأن البدرَ سُنَّةَ وجهه |  | إذا ما بدا للناس في حلل العصب |

**ترجمہ:**

**جب کبھی آپ یمنی لباس زیب تن کرتے تو چہرہ ایسا روشن لگتا، گویا کہ چودھویں رات کی چاندنی بھی آپ سے مستعار ہو۔**

**نیز جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روشن چاندنی رات میں آپ ﷺ کا دیدار ہوا۔ میری نگاہیں ایک بار آپ کی جانب اور ایک بار چاند کی جانب اٹھتیں۔کیا دیکھتا ہوں ! کہ سرخ جوڑے میں ملبوس نبی اکرمﷺ ،آسمان کے چاند سے زیادہ حسین نظر آرہے ہیں۔**

 **اور ابو الطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپﷺ سفید رنگت ،دلکش چہرہ اور میانہ قد کے مالک تھے۔**

 **حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: آپﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ پُر نور ہوجاتا اور ایسا لگتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔**

 **اور جب ابو بکر رضی اللہ عنہ آپﷺ کو دیکھتے تو فرماتے:**

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| أمين مصطفى بالخير يدعو |  | كضوء البدر زايله الظلامُ |

**ترجمہ: آپ ﷺ رب کے پسندیدہ، امین اور راہ حق کے داعی ہیں ، آپ چودھویں کے اس چاند کے مثل ہیں جو تاریکیوں میں اجالا کر دیتا ہے۔**

 **انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نہ تو نبی کریم ﷺکی ہتھیلی سے زیادہ نزم ونازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی چھوا اورنہ میں نے رسول اللہ ﷺکی خوشبو سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا ۔**

 **اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ ﷺکے ہاتھ میں وہ ٹھنڈک اور وہ خوشبو محسوس کی گویا آپﷺ نے ابھی ابھی کسی خوشبو ساز کے ڈبہ میں سے ہاتھ نکالا ہو۔**

 **نیز فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو ایسی تھی کہ جس راستے سے آپ گزرتے وہ تادیر مہکتا اور راہ گزر یہ جان لیتے کہ اس راستے سے آپ ﷺ کا گزر ہوا ہے۔**

 **اور آپﷺ کے اخلاق کا کیا کہنا! اخلاق میں تو آ پ کو درجہ کمال حاصل تھا۔اور فصاحت وبلاغت میں آپ کی ایک الگ ہی شان تھی کیونکہ آپ کو جوامع الکلم کا ملکہ عطا ہواتھا۔**

 **بردباری و تحمل مزاجی،قدرت پالینے کے بعد بھی عفو درگزر اور مصیبتوں پر صبر۔یہ ایسی صفات ہیں جس کے آداب خود اللہ رب العالمین نے آپ کو سکھائے تھے۔چنانچہ آپﷺ کی یہ صفات آپ کی نبوت ورسالت کی نشانی ہے۔**

 **آپﷺ حد درجہ سخی تھے اور اس شخص کی مانند عطا کیا کرتے تھے کہ جسے نہ کسی محتاجی کا خدشہ ہوتا ہے اور نہ قلت مال کا ۔لہذا آ پﷺ اللہ کے راستے میں خوب خوب خرچ ہبہ کیا کرتے تھے۔ نیز آپﷺ سب سے بہادر شخصیت تھے اور ایسے سخت حالات میں آپﷺثابت قدم رہتے تھے جن میں بڑے بڑے طرم خان بھی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ دوران جنگ کئی مرتبہ آپ اکیلے ہی دٹے رہتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب جنگ شدت اختیار کرلیتی اور جنگجو لوگ جوش میں آجاتے تو ہم رسول اللہﷺ کی اوٹ لیتے تھے۔(اور ہم دیکھتے تھے ) دشمنوں سے سب سے زیادہ قریب آپﷺ ہی ہیں۔**

 **انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے : رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں میں سب سے بڑھ کر خوبصورت ،سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے زیادہ بہادرتھے۔ایک رات اہل مدینہ (ایک آواز سن کر) خوف زدہ ہو گئے ،صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اس آواز کی طرف گئے ،تو رسول اللہ ﷺانھیں اس جگہ سے واپس آتے ہو ئے ملے کیونکہ آپ سب سے پہلے آواز (کی جگہ ) پہنچ گئے تھے۔آپ ﷺحضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، آپ کی گردن مبارک میں تلوار لٹکی ہوئی تھی اور آپ فر ما رہےتھے۔"خوف میں مبتلا نہ ہو خوف میں مبتلانہ ہو"**

 **اسی طرح آپﷺ سب سے زیادہ باحیا ، مشکلات پر خاموشی اختیار کرنے اور صبر کرنے والے تھے۔یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں پردے کے معاملے میں جتنی باحیا ہوتی ہیں ، آپﷺ اس سے بھی کہیں زیادہ حیادار تھے۔ جب کوئی چیز آپﷺ کو ناگوار کزرتی تو وہ آپ کے چہرے کی رنگت سے پہچانی جاتی تھی۔ آپﷺ نہ تو کسی شخص پر نظر گڑائے بیٹھتے تھے ااور نہ کسی کا سامنا ایسے انداز میں کرتے تھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ نیز جب کسی شخص کے متعلق آپﷺ کو کوئی بری بات معلوم ہوتی تو آپ اس شخص کا نام لے کر اسے تنبیہ کرنے کے بجائے ،اسے ان الفاظ میں تنبیہ کیا کرتے تھے : لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسا اور ایسا کرتے ہیں۔**

 **آپﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ منصف ،سب سے زیادہ پاکباز تھے،سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ امانت دار تھے، جیسا کہ شبہات کے ردود میں گزرچکا۔نیز آپﷺ وعدے کے بہت پکےتھے، بلکہ اس معاملے میں آپ اپنی مثال آپ ہیں۔ عبد اللہ بن ابو الحسماء ایک عجیب وغریب واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے کی بات ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے ایک سودا کیا اور کچھ قیمت باقی رہ گئی ، تو میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کر لیا کہ میں یہیں آپ کے پاس لے آتا ہوں ۔ مگر مجھے اپنی یہ بات تین دن بعد یاد آئی ،۔جب میں اس جگہ آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ وہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ” اے نوجوان ! تو نے مجھے بہت اذیت پہنچائی ہے ۔ میں تین دن سے یہاں انتظار کر رہا ہوں ۔**

 **نبی اکرمﷺ بہت متواضع شخصیت تھے اور کبر وغرور سے کوسوں دور رہنے والے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آپﷺ صحابہ کو اپنی تعظیم میں کھڑ ہونے سے بھی منع کیا کرتے تھے۔نیز آپﷺ مسکینوں کی عیادت کرتے اور محتاجوں کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔یہاں تک کہ غلاموں کی دعوتیں بھی قبول کیا کرتے تھے اور تواضعاً کہا کرتے تھے : اگر مجھے بکری کے کھرُ کی بھی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا۔**

 **آپﷺ اپنے صحابہ کے درمیان ایسے بیٹھے ہوتے تھے کہ اگر کوئی اجنبی آجائے تو آپ کو پہچان نہ سکے۔**

**آپﷺ خود اپنا جوتا ، اورکپڑے سیتے، کام کاج کرتے، اپنی بکری کا دودھ دوہتے اور اپنے گھر میں بھی اپنا کام خود کیا کرتے تھے۔**

 **آپﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپﷺ عہد وپیمان کے سب سے زیادہ پکے،سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفقت ومحبت والا معاملہ کرنے والے،ہر اعتبار سے عمدہ ترین زندگی گزارنے والے اورمحبتوں میں سب سے زیادہ وفا کرنے والے تھے۔نہ آپﷺ سے کبھی کوئی بری بات سُنی گئی، نہ آپﷺ فحش گو اور بدزبان تھے اور نہ کبھی بلند آواز سے گفتگو کرتے تھے۔**

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| فما حملت من ناقة فوق رحلها |  | أبرُّ وأوفى ذمةً من محمد |

**ترجمہ:**

**کسی اونٹنی نے نبی اکرمﷺ سے زیادہ نیک اورذمہ دار شخص کو اپنے کجاوے میں نہیں اٹھا یا۔**

 **آپﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ اس کا بدلہ بھی آپﷺ اچھائی اور نیکی سے دیا کرتے تھےاور عفو درگزر سے کام لیا کرتے تھے۔نیز نہ آپ نے کبھی کسی کو برا بھلا کہا اور نہ کسی کو لعنت ملامت کی۔**

 **آپﷺ سفر میں صحابہ کے امور میں مشارکت کیا کرتے تھے۔چنانچہ ایک مرتبہ آپﷺ نے ایک بکری کو کھانے کے لئے تیار کرنےکا حکم دیا تو ایک آدمی نے کہا اس کو ذبح کرنے کی ذمہ داری میری۔دوسرے نے کہا اس کی کھال اتارنے کی ذمہ داری میری۔تیسرے نے کہا اس کو پکانے کی ذمہ داری میری۔نبی اکرمﷺ نے فرمایا تب لکڑیاں جمع کرنے کی ذمہ داری میری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ائے اللہ کے رسول ﷺہم تو کافی ہیں!آپﷺ نے ارشاد فرمایا :ہاں مجھے معلوم ہے تم لوگ کافی ہو لیکن میں تم لوگوں کے درمیان ممتاز نہیں بننا چاہتا۔کیونکہ اللہ اس بندے کو ناپسند کرتا ہے جو اپنے ساتھیوں میں خود کو ممتاز سمجھتا ہے۔چنانچہ آپﷺ کھڑے ہوئے اور لکڑیاں جمع کردیں۔**

 **آپﷺ پر میرے والدین قربان جائیں، آپﷺ پُر تبسم چہرے والے،نرم خُو اور نرم طبعیت کے مالک تھے۔جو کوئی آپﷺ کی صحبت اٹھاتا ،آپﷺ اس کے لئے دنیا کے محبوب ترین شخصیت بن جاتے۔ جریر بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے اسلام قبول کرنے کے بعد سے لے کر آج تک جب بھی نبی اکرم ﷺ نے میری جانب دیکھا ، میں نے آپ کو مسکراتے پایا ۔**

**آپﷺ بہت کم گو تھے ،بلکہ آپ کی باتیں اتنی کم ہوا کرتی تھیں کہ شمار کرنے والا شمار کرجائے۔نیز آپﷺ اپنی مجالس میں اپنے صحابہ کی باتیں بھی بغور سماعت کیا کرتے تھے۔لہذا آپﷺ کی مجالس میں نہ کسی قسم کا کوئی شور شرابا ہوتا تھا اور نہ غیبت وبہتان تراشی جیسے محرمات کا ارتکاب۔ صحابہ ، نبی اکرمﷺ کے پاس محض تقوی کی بنیاد پر فضیلت رکھتے تھے۔جب صحابہ گفتگو کرتے تو نہ نبی اکرمﷺ ن ان کی بات کاٹتے، نہ کسی کی مذمت کرتے،نہ انہیں عار دلاتے اور نہ ان کی مخفی باتوں کی ٹوہ میں لگتے تھے۔بلکہ آپﷺ محض وہی باتیں کرتے تھے جن پر آپ کو اللہ سے ثواب کی امید ہوتی تھی۔**

 **اور میں کون ہوتا ہوں آپﷺ کے بلند پایہ اخلاق اور اعلی صفات کو شمار کرنے والا۔ میں تو اتنا ہی کیوں گا کہ آپﷺ کی تربیت خود آپ کے رب نے کی ہے اور اپنی محبت آپﷺ میں جاگزیں کردی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپﷺ کمال بشریت کو پہنچ گئے اور نبی نوع انسان میں سب سے کامل و مکمل انسان قرار پائے۔بلکہ آپﷺ تو تمام مخلوقات کے سردار ہیں۔**

 **اور یہ بات ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے آپﷺ کو اتنا بلندمقام یوں ہی نہیں عطا کردیا ہے بلکہ اس لئے عطا کیا ہے تاکہ آپ کی اقتدا اور آپ کے اوامر کی اتباع کی جائے؛اور لوگ آپﷺ کے نقش قدم پر چلیں۔ (لہذا جب ایسا ہے تو آخر ) کیوں ہم اس بات کی تبلیغ نہیں کرتے ،اس جانب متوجہ ہوکر آپﷺ کو اسوہ ونمونہ نہیں بناتے اور دنیا بھر کے جن ہما شما کی تقلید میں آج ہمارے نوجوان لگے ہوئے ہیں ان سے دوری اختیار نہیں کرتے؟**

#

# آپﷺ کے حقوق

**شیخ ابو بکر جزائری فرماتے ہیں: اس امت کے ہر فرد پر نبی اکرمﷺ کے دس حقوق عائد ہوتے ہیں؛ آپﷺ پر ایمان لانا، آپ سے محبت کرنا،آپ کی اطاعت کرنا،آپ کی متابعت کرنا،آپ کی اقتدا کرنا،آپ کی عزت وتوقیر کرنا،آپ کی شان رسالت کی تعظیم کرنا، واجبی طور پرآپ کے حق میں خیر خواہ رہنا، آپ کے اہل وعیال اور آپ کے صحابہ سے محبت کرنا اور آپ پر درود پڑھنا۔**

**نیز آپﷺ کی ذات اور آپ کی عزت کا دفاع کرنا بھی آپ کے حقوق میں شامل ہے۔ بالخصوص موجود زمانے میں جبکہ آپﷺ کو دعوائے رسالت میں مشکوک قرار دینے،آپ کو برا بھلا کہنے اور آپ کا ٹھٹھا و مذاق اڑانے کے واقعات ناقابل برداشت حد تک طول پکڑ چکے ہیں۔ جیسا کہ یہود ونصاری میں سے بعض ناہنجار اور مسلمانوں کا لبادہ اوڑھے ان کے بعض دم چھلے منافقین ایسا کر رہے ہیں۔**

 **ان حقوق کے دلائل حسب ذیل ہیں:**

**1۔ نبی اکرمﷺ پر ایمان لانے کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:** {ﯤ ﯥ ﯦ ﯧ ﯨ ﯩﯪ } [سورة التغابن:8].

**ترجمہ: سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ۔**

 **نیز فرمایا :** { ﯘ ﯙ ﯚ ﯛ ﯜ ﯝ ﯞ ﯟ ﯠ ﯡ ﯢ ﯣ ﯤ} [سورة الأعراف:158].

**ترجمہ: سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راه پر آجاؤ۔**

 **اسی طرح حدیث جبریل بھی اس کی دلیل ہے جس میں ارکان ایمان کا بیان ہے جس میں ایمان بالرسل بھی شامل ہے۔**

**2۔ نبی ﷺ سے محبت: آپ ﷺ سے محبت کرنے کا وجوب کتاب و سنت سے ثابت ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:** {ﭻ ﭼ ﭽ ﭾ ﭿ ﮀ ﮁ ﮂ ﮃ ﮄ ﮅ ﮆ ﮇ ﮈ ﮉ ﮊ ﮋ ﮌ ﮍ ﮎ ﮏ ﮐ ﮑ ﮒ ﮓ ﮔ ﮕ ﮖﮗ ﮘ ﮙ ﮚ ﮛ ﮜ ﮝ} [سورة التوبة:24].

**ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکےاور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وه تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وه حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راه میں جہاد سے بھی زیاده عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔**

 **اس آیت میں ان لوگوں کے حق میں سخت وعید کا بیان ہوا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر غیروں کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں۔**

 **حدیث میں نبی اکرمﷺ کا ارشاد ہے: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاوں۔(اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے) ۔ آپﷺ سے محبت کرنے کا معنی یہ ہے کہ جن چیزوں کو آپﷺ محبوب رکھتے ہیں انہیں ان چیزوں پر ترجیح دینا جنہیں ایک بندہ محبوب رکھتا ہے۔**

 **آپﷺ سے محبت کی بعض نشانیاں یہ ہیں : زبان آپﷺ کے ذکر سے خالی نہ رہے،دل وفور شوق سے معمور ہو اور جب کبھی آپ کا تذکرہ چھڑ جائے تو آنکھیں بے اختیار بہہ پڑیں۔**

**3۔ آپﷺ کی اطاعت کرنا۔فرمان باری ہے:** قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (سورة آل عمران : 32)

**ترجمہ:** کہہ دیجئے! کہ اللہ تعالی اور رسول کی اطاعت کرو۔

4۔آپﷺ کی اتباع کرنا: آپﷺ کے قول و عمل اور اعتقاد میں آپ کی اتباع واجب ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُم تَهتدُونَ (سورة الأعراف :158)

ترجمہ : ور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راه پر آجاؤ۔

 اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے : میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا ۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! انکار کون کرے گا َ؟ فرمایا کہ جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نا فرمانی کرے گا اس نے انکار کیا ۔

 بدعت کو ترک کرکے واجب ومستحب سنتوں کی اتباع کرنا، اسی کی جانب رجوع کرنا اور اختلاف کے وقت لوگوں کے اقوال کو چھوڑ کر اسی کو فیصل بنانا ،آپﷺ کی اتباع کی سب سے بڑی علامت ہے۔

5۔ آپﷺ کی اقتدا:

اللہ رب العالمین فرماتا ہے: {ﯯ ﯰ ﯱ ﯲ ﯳ ﯴ ﯵ ﯶ} [سورة الأحزاب:21].

ترجمہ: یقینا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔

یعنی آپ ﷺ عمدہ نمونہ ہیں لہذا ان کی اقتدا کرو۔

نیز فرمایا : ق{ﭑ ﭒ ﭓ ﭔ ﭕﭖ ﭗ ﭘ ﭙ ﭚ ﭛ ﭜ } [سورة النور:54].

ترجمہ : کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کردیا گیا ہے۔

 اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی ﷺ کی اقتدا کو ترک کرنا انسان کو دونو ں جہان میں ضلالت وگمراہی اور ہلاکت کی جانب لے جانے کا موجب ہے۔

6۔آپﷺ کی عزت وتوقیر:

 آپﷺ کی عزت وتوقیر وا جبی امر ہے جبکہ آپ کی توہین کفر و ارتداد ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے : { ﯛ ﯜ ﯝ ﯞ ﯟ ﯠ ﯡ ﯢ ﯣ ﯤ ﯥ ﯦ ﯧ ﯨ ﯩ} [سورة الفتح:8-9].

ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے.تاکہ (اے مسلمانو)، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤاور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح وشام۔

نیز فرماتا ہے: {ﮠ ﮡ ﮢ ﮣ ﮤ ﮥ ﮦ ﮧ ﮨ ﮩ ﮪ ﮫ ﮬ ﮭ ﮮ ﮯ ﮰ ﮱ ﯓ ﯔ ﯕ ﯖ ﯗ} [سورة الحجرات:2].

ترجمہ : اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

نیز ارشاد فرماتا ہے: {ﭼ ﭽ ﭾ ﭿ ﮀ ﮁ ﮂ ﮃﮄ } [سورة النور:63].

ترجمہ : تم اللہ کے رسولﷺ کو اس طرح نہ بلایا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

 در حقیقت اللہ رب العالمین نے انہیں آپﷺ کو آپ کے نام ’’محمد‘‘ سے پکارنے سے منع کیا ہے اور آپﷺ کی تعظیم اور آپ کے متبعین کی تربیت کی خاطر یہ حکم دیا ہے کہ وہ آپ کو نبوت ورسالت کے القاب سے ملقب کرکے پُکاریں۔، جیسے یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ وغیرہ کہیں۔

7۔شان نبوت کی تعظیم:

 شان نبوت کی تعظیم سے ہر اس چیز کی تعظیم مراد ہے جس کا نبی ﷺ سے ذرا بھی تعلق ہو۔لہذا آپﷺ کا نام ، آپ کی احادیث،آپ کی سنتیں،آپ کی لائی ہوئی شریعت،آپ کے اہل وعیال، آپ کے صحابہ اور ہر وہ چیز واجب الاحترام ہے جس کا کسی بھی طور پر آپﷺ سے رشتہ ہو،۔

 یہی وجہ ہے کہ آپﷺ کی تعظیم کی خاطر اللہ رب العالمین نے آپ کے گزرجانے کے بعد،آپ کی ازواج مطہرات پر دوبارہ کسی اور سے نکاح کرنے کو حرام کردیا۔نیز آپﷺ کے ذکر کو اللہ رب العزت نے کچھ اس طرح رفعت بخشی کہ سطح زمین کا کوئی ایسا خطہ نہیں ہے جہاں آپﷺ پر ایمان لانے والا اور آپ سے محبت کرنے والا موجود نہ ہو۔اور اس وقت تک کوئی اذان، اذان نہیں ہوسکتی جب تک اس میں اللہ رب العالمین کے ساتھ آپﷺ کا ذکر بھی نہ کیا جائے۔

8۔آپﷺ کے حق میں خیر خواہ رہنا:

 اللہ تعالی نے فرمایا: وَلَا عَلَى ٱلَّذِینَ لَا یَجِدُونَ مَا یُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِۦۚ (سورة التوبة :91)

ترجمہ: اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وه اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں۔

 نیزفرمان نبویﷺ ہے: دین اللہ، اس کی کتاب اور اس کے رسولﷺ کے لئے خیر خواہی کا نام ہے۔(اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)

 آپ ﷺ کے حق میں خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر ایمان لایاجائے، آپ سے کامل محبت کی جائے ، آپ کی سنتوں کی اقتدا کی جائے، آپ کی دعوت ورسالت کی نشر و اشاعت کی جائے،آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے

اور آپ کی ذات و عصمت کا دفاع کیا جائے۔

9۔آپﷺ کے اہل وعیال اور آپ کے صحابہ سے محبت:

یقینا آپﷺ کے اہل وعیال اور آپ کے صحابہ سے محبت کرنا درحقیقت آپ سے محبت کرنے کے مترادف ہے۔لہذا جب آپﷺ سے محبت کرنا واجب ہے تو جو آپ کے محبوب ترین لوگ ہیں ان سے محبت کرنا بھی واجب ہے۔بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی آپﷺ سے محبت کا دعوی تو کرے لیکن آپ کے اہل وعیال اور آپ کے صحابہ سے محبت نہ کرے؟ایسا تو سوچا بھی نہیں جاسکتا!

 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپﷺ کی خوشنودی آپ کے اہل وعیال میں تلاش کرو۔

 امام دار الھجرہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصحاب رسولﷺ کا ذکر سن کر جس کے جبیں پر شکن آجائے وہ کافر ہے۔کیونکہ فرمان باری تعالی ہے: لِیَغِیظَ بِهِمُ ٱلۡكُفَّارَۗ (سورة الفتح: 29)

یعنی صحابہ کرام سے کفار ہی بغض و عناد رکھتے ہیں۔

10۔آپﷺ پر درود بھیجنا:

 فرمان باری ہے: إ{ﭲ ﭳ ﭴ ﭵ ﭶ ﭷﭸ ﭹ ﭺ ﭻ ﭼ ﭽ ﭾ ﭿ ﮀ} [سورة الأحزاب:56].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺپر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درودوسلام بھیجتے رہا کرو۔

 اور نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک آلود ہو جس کے پاس میرا تذکرہ ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔(اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے)

نیز سب سے بہترین درود، درود ابراہیمی ہے(جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں ہے):

اللَّهُمَّ صَلِّ علَى مُحَمَّدٍ وعلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كما صَلَّيْتَ علَى إبْرَاهِيمَ وعلَى آلِ إبْرَاهِيمَ؛ إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ علَى مُحَمَّدٍ وعلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كما بَارَكْتَ علَى إبْرَاهِيمَ وعلَى آلِ إبْرَاهِيمَ؛ إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ترجمہ: اے اللہ ! اپنی رحمت نازل فرما محمد ﷺپر اور آل محمد ﷺپر جیسا کہ تونے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر ۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے ۔ اے اللہ ! برکت نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسا کہ تونے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر ۔ بے شک تو بڑی خوبیوں وا لااور بڑی عظمت والا ہے

 اور آپﷺ پر درود بھیجنے کے سب سے بہتر اوقات یہ ہیں: کوئی دعا کرتےوقت،جمعہ کے دن و رات میں،آپ کا تذکرہ سنتے یا آپ کی احادیث لکھتے وقت،مسجد میں داخل ہوتےاور نکلتے وقت اور نماز جنازہ میں۔

**نبی اکرمﷺ کے مقام ومرتبہ کی معرفت کے لئے ایک لائحہ عمل**

● کیا آپ اپنی وضع قطع اور اپنے لباس میں نبی اکرمﷺ کی اقتدا کرتے ہیں؟

● کیا آپ نبی اکرمﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ اور آپ کے بعثت کے واقعات کو جاننے کا شوق رکھتے ہیں؟

● جب آپ کسی مسئلے میں تردد کے شکار ہوتے ہیں تو کیا حلال وحرام کو جاننے کے لئے اس کے متعلق نبی ﷺ کی تعلیمات کو تلاش کرتے ہیں؟

● کیا نبیﷺ کی اطاعت میں آپ اپنے کسی محبوب ترین چیز کو ترک کرسکتے ہیں؟

● کیا آپ نبی ﷺ کے دیدار کےخواہشمند ہیں؟ اور کیا کبھی آپ یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش آپ نے نبیﷺ کا دیدار کیا ہوتا اور آپ کی صحبت اٹھائی ہوتی؟

● جب کوئی شخص آپﷺ کو برا بھلا کہتا ہے یا آپ کی کسی سنت کا مذاق اڑاتا ہے تو کیا اس وقت آپ غضبناک ہوتے ہیں؟

 اگر ان سوالات کا جواب ہاں ہے تو یقینا آپ نبیﷺ سے محبت کرنے والے اور خیر وبھلائی کے راستے پر ہیں۔اور امید ہے کہ آپ کی محبت میں اضافہ ہوتا رہےگا۔

اور اگر جواب نفی میں ہے تو آپ (کا ایمان)خطرے میں ہیں اور آپ کو اپنے نفس اورایمان کا جائزہ لینا چاہیئے۔

 میں عرش کریم کے رب ؛ اللہ عظیم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ کو اپنے نبیﷺ کے گروہ میں شامل کردے اور ہمارا حشر آپ ﷺکے ساتھ کرے۔،آمین۔

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| عليك السلام أبا القاسم سلام الإله |  | وريحانه وروح المصلين والصائم |

ترجمہ:

اے ابو القاسمﷺ آپ پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔آپ نمازیوں اور روزہ داروں کے دل کے سکون ہیں۔

والحمدلله رب العالمین وسلام علی المرسلین.

خالد بن محمد الشهري

17/9/1425ھ

ص۔ب:4459 الخبر

پِن کوڈ:31952

#

# مراجع ومصادر

1. السيرة النبوية لابن هشام.

2. هذا الحبيب يا محب لأبي بكر الجزائري.

3. الرحيق المختوم لصفي الرحمن المباركفوري.

**4. الخير اليقين في معجزات النبي الأمين للدكتور أحمد عوض أبو الشباب.**

5. مكتبة الحديث الشريف,إصدار دار العريس.

**فہرست**

[اللہ کے حبیب ﷺ کا دفاع: 2](#_Toc90729177)

[ابتدا سے پہلے: 3](#_Toc90729178)

[ایام شباب میں نبوی عظمت کے مظاہر: 6](#_Toc90729179)

[صداقت وامانت: 7](#_Toc90729180)

[رسول اللہﷺ کے معجزات: 9](#_Toc90729181)

[شان نبوت کے خلاف تہمتیں اور شبہات 14](#_Toc90729182)

[پہلا شبہ : ان لوگوں کا آپﷺ کو کاذب کہنا۔ 16](#_Toc90729183)

[دوسرا شبہ: ان لوگوں کا آپﷺ کو ساحر،کاہن اور مجنون کہنا۔ 20](#_Toc90729184)

[تیسرا شبہ:۔ان لوگوں نے کہا : یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھا رکھے ہیں۔ بس وہی صبح وشام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں۔ 22](#_Toc90729185)

[چوتھا شبہ:۔نبیﷺ کو ہوس پرست قرار دینا۔یہ شبہ مستشرقین کے نئے نئے شبہات میں سے ہے۔ 23](#_Toc90729186)

[پانچواں شبہ: نبی ﷺ کو دہشت گرد اور خون ریز قرار دینا۔یہ نبیﷺ پرسب سے بڑاجھوٹ ہے۔ 26](#_Toc90729187)

[نبی اکرمﷺ کے بلند پایہ اخلاق اور آپ کی اعلی صفات 32](#_Toc90729188)

[آپﷺ کے حقوق 39](#_Toc90729189)

[نبی اکرمﷺ کے مقام ومرتبہ کی معرفت کے لئے ایک لائحہ عمل 46](#_Toc90729190)

[مراجع ومصادر 48](#_Toc90729191)